

جناب فیض الدین عثمانی

قرن اول میں خواتین اور طبی خدمات

(زیر تصنیف کتاب ”اسلام میں عورت کا معاشرتی و تمدنی مقام“ کا ایک باب)

صحت کی اہمیت و ضرورت:

تندرستی ہزار نعمت ہے یہ مقولہ بہت مشہور ہے اور اپنی جگہ درست بھی، صحت ایک خدا داد نعمت ہے، خدا جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کسی کو مالدار بناتا ہے تو کسی کو فقیر و قلاش۔

”صحت بھی نعمت ہے“ اس بات کا احساس شاید کمزور اور صحت سے محروم لوگوں کو کچھ نہ کچھ زیادہ ہوتا ہے، مگر ایک صحت مند اور توانا انسان عام طور سے اس عظیم نعمت کی طرف سے غفلت میں پڑا رہتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحة والفراغ“ دو نعمتیں ایسی ہیں جس میں بہت سے لوگ فریب میں ہیں ایک صحت اور دوسرے فرصت (بخاری، کتاب الرقاق، باب الصمد والفراغ)

اسلامی ہدایات کی رو سے صحت و طاقت ایسی دولت و نعمت ہیں جن کے حصول کی فکر اور سعی دینی اعتبار سے مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: المؤمن القوى خیر و احب الی اللہ من المؤمن الضعیف“ خدا تعالیٰ کے نزدیک طاقتور مؤمن کمزور مؤمن سے بہتر ہے (لیکن) خیر اور بھلائی ہر ایک میں ہے۔ (مسلم۔ کتاب القدر۔ باب الایمان للقدور والاذعان لہ)

طب کی اہمیت:

انسانی ضروریات میں سے ایک بنیادی ضرورت علاج و طب بھی ہے۔ اسلام اس کا حکم دیتا ہے کہ طب و علاج کے ذریعہ بیمار یوں سے لڑا جائے۔ علاج معالجہ کرنا ہرگز توکل کے خلاف نہیں ہے۔

آنحضرتؐ کے پاس ایک اعرابی آیا، اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج کرائیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! علاج کراؤ! اسلئے کہ اللہ نے جو بھی بیماری اتاری ہے اس کیلئے شفا بھی اتاری ہے۔ (مسند احمد ۲/۴۸۷)

انسانی خدمت:

طب ایک بڑا علم ہے اور شیخ خادم ہوتا ہے اگر وہ اپنا ہاتھ

اس خدمت سے روک لے تو نہ معلوم کتنے انسان بڑھیں گے، کراہیں گے، اور دم توڑ دیں گے۔

طب قرن اول میں: آج سائنس نے طب کے میدان کو بڑا وسیع کر دیا ہے، اور بڑا ترقی یافتہ بنا دیا ہے۔ طب اتنا ترقی یافتہ کبھی نہیں رہا، جتنا آج ہے، پہلی صدی ہجری میں زیادہ ترقی یافتہ نہیں تھا لیکن ایسا بھی نہیں کہ بالکل عہد فولیت میں ہو بلکہ جتنی بیماریاں اس وقت موجود تھیں ان سب کا علاج موجود تھا، پہلے بھی دو پیاریوں بڑھا پے اور موت علاج نہیں تھا اور آج بھی ان کا علاج نہیں ہے۔

خود آپ ﷺ کی ذات سے بہت سے علاج منقول ہیں جسے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے اور زمانہ جاہلیت سے جو علاج چلے آ رہے تھے انہیں بھی آپ ﷺ نے باقی رکھا۔

طب اور خواتین: پہلی صدی میں مرد و خواتین دونوں دوا و علاج سے واقف تھے اور بیمار ہونے والوں کا علاج تجویز کرتے تھے لیکن حدیث و تاریخ اور عہد اول کے حالات کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فن کو مردوں کی نسبت عورتوں نے زیادہ اہنایا تھا، اس فن میں وہ مردوں سے کہیں فائق نظر آتی ہیں حتیٰ کہ جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی انکی دیکھ کر کچھ کام خواتین ہی انجام دیتی تھیں۔

لیلیٰ الغفاریہ بیان کرتی ہیں: كنت اغزو مع النبي ﷺ فادأوى الجرحى واقوم على المرضى " میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی تو زخمیوں کا علاج کرتی اور مریضوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ (الاصابہ ۴۷- صفحہ ۱۸۳)

اس طرح کی خدمت کا تذکرہ ام ایمن کے بارے میں بھی ملتا ہے، اصابت میں ہے:

حضرت ام ایمن احدا و كانت تسقى الماء وتداوى الجرحى وشهدت خيبر " ام ایمن جنگ احد میں شریک ہوئیں، پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں تھیں نیز انہوں نے جنگ خیبر میں بھی شرکت کی تھی، (الاصابہ ۴۷- صحایات نمبر ۱۱۳۹)

اسی طرح ایک اور خاتون ام سلیم بنت ملحان طب سے واقف تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں، ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے: شهدت يوم حنين وشهدت قبل ذلك يوم احد تسقى العطشى وتداوى الجرحى " ام سلیم جنگ حنین میں شریک ہوئیں اس سے قبل انہوں نے احد میں شرکت کی تھی وہ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (طبقات ۸/۲۲۵)

حنہ بنت جحش بھی اسی طرح طبی خدمت انجام دیتی تھیں، ابو عمر بیان کرتے ہیں:

"وشهدت احدا فكانت تسقى العطشى وتحمل الجرحى وتداويهم"

احد میں شریک ہوئیں، وہ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کو حمل کرتی تھیں اور ان کا علاج

کرتیں۔ (الاصابة، ص ۵۳)

ابن سعد نے ام عمارہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے فرزند کا بیان ہے:

”معها عصائب في حقوبها قد اعدتها للجراح فربطت جرحي“

ان کے پاس پٹیاں تھیں جو زخموں کی مرہم پٹی کے لئے انہوں نے تیار کر رکھی تھیں چنانچہ انہوں نے میرے

زخم پر بھی ایک پٹی باندھ دی۔ (طبقات ابن سعد، ۳۰۱/۸)

اسی طرح ایک اور خاتون (ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا بخاری میں ان کا نام مذکور نہیں ہے اور بخاری کی شرح

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: لم أقف على تسميتها، میں ان کا نام نہ جان سکا) ہیں جنہوں نے چھ

غزوات میں شرکت کی تھی ان کا کام بھی زخموں کی مرہم پٹی اور زنگ ہوا کرتا تھا بخاری میں روایت موجود ہے:

كانت داوى الكلمى ونقوم على المرضى. ہم زخموں کی مرہم پٹی اور مریضوں کی دیکھ

رکھ اور ان کا علاج کرتی تھیں۔ (بخاری، کتاب النجیض، باب شہود الجنائز العیدین)

ربیع بنت معوذ بھی کچھ اسی طرح کی خدمت انجام دیتی تھیں وہ خود بیان کرتی ہیں:

كنا نغزو مع النبي ﷺ فنسقى القوم ونخدمهم ونرد القتلى والجرحى

الى المدينة، ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں ان کی خدمت کرتیں شہید

ہونے والوں اور زخموں کو مدینہ منحل کرتیں۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب رد النساء الجرحى والقتلى)

جنگ خیبر کے موقع پر رسول خدا ﷺ کے روانہ ہونے سے قبل قبیلہ غفار کی چند خواتین حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

انا نريد يا رسول الله ان نخرج معك الى وجهك هذا افند اوى

الجرحى ونعين المسلمين بما استطعنا۔

اس مبارک مقصد کیلئے ہم بھی آپ کے ساتھ چلنا چاہتی ہیں تاکہ زخموں کا علاج کریں اور جہاں تک

ہو سکے مسلمانوں کی مدد کریں۔ (ابن سعد، ۸ ص ۲۱۴)

اس طرح کی طبی خدمات میں صرف خواتین ہی نظر آتی ہیں، مرد کہیں دکھائی نہیں دیتے، وہ دشمن کا مقابلہ

کرتے تھے، جنگ احد میں حضور ﷺ زخمی ہوئے کسی طرح خون رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ آخر کار ایک خاتون

(حضرت فاطمہؓ) کے علاج سے ہی وہ خون رک سکا۔

یہ خواتین صرف ایک دو جنگوں میں نہیں بلکہ اکثر جنگوں میں نظر آتی ہیں، مسلمان فوج میں قلت کا بھی مسئلہ

نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ حجاب کا حکم آنے سے پہلے ہی خواتین جنگوں میں طبی خدمات انجام دیتی ہوں، احکام

حجاب کے نزول کے بعد بھی خواتین

جنگ خندق میں حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے ان کے علاج کے لئے آپ ﷺ نے کسی مرد کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ ایک خاتون کو متعین فرمایا۔ جن کا نام ”سیراعلام النلاء“ میں رفیدہ اور ”طبقات ابن سعد“ میں کعبہ ہے۔ ان خاتون کے لئے آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمہ لگوایا تھا اور حضرت سعد بن معاذ کو اس میں منتقل کر دیا تھا تاکہ علاج اچھی طرح ہو سکے۔

لما اصاب اكل سعاد فقتل حوله عند امرأة يقال لها رفيدة
جب حضرت سعد بن معاذ کی اکل (نامی) رگ میں زخم لگا اردان کی حالت بگڑنے لگی تو اس وقت لوگوں نے انہیں رفیدہ نامی خاتون کے یہاں منتقل کر دیا۔ (سیراعلام النلاء۔ ج ۱ ص ۲۸۷ الطبقات۔ ۲۱۳-۲۱۴)
جنگ خندق سے پہلے حکم حجاب اتر چکا ہے اور حضرت سعد بن معاذ کا علاج رفیدہ نامی خاتون نے جنگ خندق میں زخمی ہونے پر کیا ہے۔

احکام حجاب کے بعد ام عطیہ کا واقعہ بھی صحیح مسلم میں ملتا ہے وہ خود بیان کرتی ہیں:
غزوت مع رسول الله ﷺ سبع غزوات واخلفهم في رحالهم فاضنع لهم
الطعام واداوى الجرحى واقوم على المرضى
ترجمہ اور حوالہ ”دفاعی خدمات“ کے تحت آچکا ہے۔

انہوں نے سات غزوات میں شرکت کی ہے ظاہر ہے کہ سات غزوات میں غزوۃ خندق اور غزوۃ خیبر وغیرہ ضرور شامل ہوں گے اور یہ غزوات حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد ہوئے ہیں۔ حضرت ام ایمن بھی ان خواتین میں سے ہیں جنہیں نے جنگ خیبر میں شرکت کی تھی۔ (طبقات)

اسی طرح حجاب کا حکم اترنے کے بہت بعد جنگ حنین میں ام سلیم بنت ملحان نے طبی خدمت انجام دی تھی۔
(ابن سعد۔ ۳۲۵/۸)

حجاب کا حکم اترنے کے بعد جنگوں میں طبی خدمات انجام دینے کے لئے محض ایک دو عورتیں شریک نہیں ہوئیں بلکہ خواتین کی جماعت کی جماعت نظر آتی ہے۔ چنانچہ خیبر کے موقع پر کئی عورتیں موجود تھیں۔

وقد شهد خيبر مع رسول الله نساء من النساء المسلمين۔ خیبر میں حضور کے ساتھ مسلمان خواتین میں سے بہت سی خواتین شریک ہوئیں۔ (ابن ہشام ج ۳ ص ۳۹۵)

ام زیاد بھی پانچ خواتین کے ساتھ دواستو وغیرہ لے کر جنگ خیبر میں گئی تھیں ابوداؤد نے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں وہ آنحضرتؐ سے یوں عرض کرتی ہیں: معننا دواء للجرحى وناول المسهام ونسقى السويق“ ام زیاد بیان کرتی ہیں: اسailorajaid.com کے اور مجاہدین کو ستو گھول

کر پلائیں گے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخدماں)

زخیوں کی مرہم پٹی اور علاج و معالجہ ہی کے لئے امیہ بنت قیس چند خواتین کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک ہوئیں۔ (ابن سعد ۲۱۴/۸)

جنگ خیبر ہی میں چند اور خواتین سلمہ زوجہ ابورافع، ام عامر، ام غلاء اور کعبہ بنت سعد کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنہیں بالترتیب الاستیعاب اور طبقات ابن سعد۔ ۸ ص ۲۳۴ ص ۳۳۶ ص ۲۱۴ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ام سان اسمیہ بھی ان چند خواتین میں سے ہیں جنہوں نے جنگ خیبر میں زخیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کے علاج کے لئے شرکت کی تھی۔ (طبقات ابن سعد۔ ۲۹۲/۸) یوں تو عرب کا سب سے بڑا طبیب حارث بن کلدہ ماما جاتا تھا لیکن حضرت عروہ کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ طب سے واقف کسی کو نہیں پایا۔ وہ کہتے ہیں کہ:

”یا اماتاہ لا اعجب من فقیہک“ اقول: زوجۃ نبی اللہ وابنتہ ابی بکر۔ ولا اعجب من علمک بالشعر وایام الناسک اقول: ابنتہ ابی بکر وکان اعلم الناس ولكن اعجب من علمک بالطب کیف هو؟ ومن این هو؟ او ما هو؟ قال: فضربت علی منکبہ، وقالت: ای عروۃ ان رسول اللہ ﷺ یسقم عند اخر عمرہ، اوفی اخر عمرہ۔ وکان تقدم علیہ وفود العرب من کل وجہ، فتنتع لہ الانعات، وکنت اعالجہا، فمن ثم۔

اے ماں! آپ کی فقیہی واقفیت پر مجھے تعجب نہیں ہے اس لئے کہ میں جانتا ہوں آپ اللہ کے رسول کی اہلیہ اور حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ہیں اور نہ ہی مجھے آپ کی شعر دانی اور زمانہ جاہلیت کی جنگوں کے حالات سے واقفیت پر تعجب ہوتا ہے اس لئے کہ آپ ابوبکر کی بیٹی ہیں اور وہ جاہلی تاریخ اور عربی شعر سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ لیکن مجھے آپ کی فن طب سے واقفیت پر حیرت ہے، میں سوچتا ہوں کہ یہ آپ کو کہاں سے ملی۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے ان کے کندھوں پر شفقت سے ہلکی سی ضرب لگائی اور کہا: عروہ! رسول خدا ﷺ آخر عمر میں بیمار ہوتے رہتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف سے عرب قبائل کے وفد آتے اور وہ (اپنے اپنے علاقوں) کے مجرب نسخے آپ کے لئے بتاتے تھے میں آپ ﷺ کے لئے یہ نسخے تیار کرتی تھی، یہیں سے مجھے طب سے واقفیت ہوئی۔ (مسند احمد۔ ۴-۶۷)

اجنبی مرد کا علاج: کیا مسلم خاتون کسی اجنبی مرد کا علاج کر سکتی ہے؟ اگر حدیث اور فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کی گنجائش نکلتی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا علاج کر سکتی ہیں چنانچہ گزشتہ صفحات میں ہم نے دیکھ لیا کہ کئی جنگوں میں خواتین نے مردوں کو پٹی باندھی، مرہم لگایا اور ان کی تیمارداری کی یہاں تک کہ جنگ خندق میں جب حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے اور اس خیمہ کو خود آپ ﷺ ہی

نے اپنی مسجد میں لگوا دیا تھا، یہ خواتین محرم اور نامحرم دونوں کا علاج کرتی تھیں، علماء نے اس کی وضاحت کی ہے حافظ ابن حجر قمر مآتے ہیں: ویجوز لکل واحد منهما ای الرجل والمرأة الأجنبية۔ ان ینظر الی بدن الآخر اذا کان طبیباً واران مداواته لانه موضع ضرورة، فزال تحریم النظر لذئک۔ ”اجنبی مرد عورت میں سے ہر ایک کیلئے روا ہے کہ وہ دوسرے کا بدن دیکھے، جبکہ وہ طبیب ہو اور دوا علاج کا ارادہ رکھتا ہو، اسلئے کہ یہ ضرورت کا موقع ہے لہذا پہلے جو دیکھنے کی حرمت تھی، وہ اب ضرورت کی وجہ سے ختم ہوگئی (یعنی اب ضرورت بھر بدن دیکھنے کی اجازت ہوگئی، اس سے زیادہ دیکھنا اب بھی حرام ہوگا) (فتح الباری ۹/۳۳۷)

فقہ و فتاویٰ کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔ ”شرح المنتبی“ میں مسلک حنبلی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

”ولطیب ومن یلی خدمة مریض ولو انشی فی وضوء واستنجاء نظر وممس“

طیب کیلئے، اسی طرح اس شخص کے لئے جو کسی خاتون مریض کے وضو اور استنجا کرانے کی خدمت پر مامور ہو بدن دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔ (شرح المنتبی۔ ج ۳ صفحہ ۸-۹)

لیکن موجودہ دور میں فساد سے بڑھا ہوا ہے، جنسی ہیجان انگیزی نے سارے بند توڑ ڈالے ہیں، شیطانی ایجنسیوں نے جنسی بے راہ روی کا ایسا طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ کہ کیا بوڑھا کیا بچا اور کیا جوان کیا بزرگ سب کسی نہ کسی درجہ میں اس کی زد میں ہیں، اس لئے باوجود اس بات کے اعتراف کے باوجود اس فتنہ زدہ زمانے میں اس کی اجازت دیتے ہوئے اس اصولی شرط پر بڑی تاکید کی ضرورت ہے کہ یہ اجازت صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اخلاقی فتنوں میں طوٹ ہونے کا خطرہ نہ ہو، اسی طرح عورت کے لئے کسی مرد کے علاج کرنے کی اجازت دیتے وقت بھی یہ شرط بہر حال ہوگی کہ ان دونوں یا دونوں میں سے کسی کے اخلاقی فتنوں میں طوٹ ہونے کا خطرہ نہ ہو، یہاں کسی طرح موجودہ زمانے کے فساد زدہ ماحول، فتنوں سے لبریز معاشروں کے حال کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، مغربی تہذیب کی یلغار اور میڈیا کی خواہش نے دلوں کو ایسا گندہ اور دماغوں کو ایسا پراگندہ کر دیا ہے، ہزار احتیاطوں کے باوجود قبائے دین و دنیا تار تار ہوئے جارہی ہے، اس لئے موجودہ حالات میں بظاہر اس رائے کی طرف رجحان ہوتا ہے کہ بغیر مجبوری کے مرد کسی عورت کا اور عورت کسی مرد کا علاج نہ کرے۔

مسجد میں عورتوں کا جانا عہد نبوی کی ایک سنت تھی، مسجد کی فضا اور ذکر و نماز کے ماحول میں پاکیزگی ہی پاکیزگی ہوتی ہے، مزید برآں مردوں اور عورتوں کی مٹھی الگ، پھر بھی علمائے کرام نے صدیوں پہلے کے ماحول کی خرابی کی بناء پر مسجد میں عورتوں کے آنے کو پسند نہیں کیا تھا، نماز اور مسجد میں تو علیحدگی کے مذکورہ انتظامات تھے مگر علاج میں ابتداء ہی ہاتھ پکڑ کر نبض دیکھنے سے ہوتی ہے، کتنے چیک اپ اور X-Rays بالکل تنہائی میں ہوتے ہیں اور اب آئے دن حادثات بھی ہونے لگے ہیں، جو طبی اعتبار سے بھی درست ہیں، مگر عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کے علاج کی

مجبوراً دیتے وقت بہت سوچنے کی ضرورت ہے ہاں اگر مجبوری ہو تو اسلامی شریعت میں کسی طرح کی ہنگامی نہیں ہے۔
مسلم خاتون ڈاکٹر ایک ناگزیر ضرورت: خاتون ڈاکٹر کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے مسلم معاشرہ میں خاتون ڈاکٹر کی اتنی تعداد ہونا ضروری ہے جہاں مسلمان عورتیں بیمار ہونے پر ہر طرح سے علاج کرا سکیں اور اگر ایسا نہیں ہے یعنی مسلم معاشرہ میں ایک بھی خاتون ڈاکٹر نہیں ہے یا ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ ضرورت پوری نہیں ہو پارہی ہے تو سارے مسلمان اس فرض کفایہ کے چھوڑنے کی وجہ سے گناہ میں شریک ہوں گے۔

مسلمانوں کے ذمے لازم ہے کہ اتنی تعداد میں مسلم خاتون ڈاکٹر تیار کریں جن سے مسلم معاشرہ کی خواتین کی ضرورت پوری ہو سکے۔ ہمارے علم میں کوئی ایسا Medical College نہیں ہے جہاں Co-education نہ ہو۔ حتیٰ کہ مسلم ممالک میں بھی اس کا اہتمام بہت کم ہے کہ وہاں مخلوط تعلیم نہ ہو۔

ایسے میں سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ ایک مسلم خاتون جو ڈاکٹر بننا چاہتی ہے اسے اختلاط کے زینہ سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے ایک لمبی مدت لڑکے اور لڑکیاں ساتھ ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں جس کے نتائج ہم سب کے سامنے ہیں اور اس کی اسلام میں بالکل مہجاش نہیں ہے لیکن بہر صورت مسلمان اور فرض کفایہ کے مسلسل تارک ہیں لہذا مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ ایسے Medical Colleges قائم کریں جہاں صرف لڑکیاں پڑھیں اور لڑکے نہ ہوں تاکہ مسلم معاشرہ کو جس قدر خاتون ڈاکٹر کی ضرورت ہے وہ پوری ہو سکے اور مسلمان عورتیں مردوں کے پاس نہ جا کر خواتین سے ہی علاج کرا سکیں۔

البتہ جب تک لڑکیوں کے لئے الگ میڈیکل کالج قائم نہیں ہو پاتے اس وقت تک مسلم لڑکیاں کیا کریں؟
 Medical Colleges میں جا کر مخلوط تعلیم حاصل کریں یا انتظار کریں؟ اور انتظار کریں؟ تو کب تک انتظار کرتی رہیں جبکہ یہ فریضہ مسلم معاشرہ کے ذمہ ہے؟ یہ ایک بڑا نازک سوال ہے۔

ایک ناقص مشورہ: بہت سی اللہ کی بندیاں ہیں جن کے ایمان میں کچھ ہیشگی ہے کہ وہ پردہ کا خیال رکھتی ہیں جب وہ باہر نکلتی ہیں تو کسی محرم کے ہمراہ نکلتی ہیں اور اختلاط سے بھی بچنے کی کوشش کرتی ہیں ایسی بہنوں کے لئے ہمارا حقیر مشورہ یہ ہے کہ وہ کسی مخلوط تعلیم والے Medical College کا قصد نہ کریں اور ڈاکٹر بننے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے گھر کو بنانے سنوارنے میں لگیں البتہ اپنی ان بہنوں کو جو فساد زمانہ یا ضعف ایمان کے سبب یا کسی اور وجہ سے پردہ کا خیال نہیں رکھ پاتی ہیں بے محرم سفر بھی کر لیتی ہیں University میں جا کر مخلوط تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں اور بازاروں میں جا کر اپنی ضروریات پوری کرتی ہیں مسلم معاشرے کی یہ ضرورت پوری کرتی ہیں مسلم معاشرے کی یہ ضرورت ایسی عورتوں سے پوری ہو سکتی ہے اور ہماری ملت میں اس طبقے کی تعداد بہت بڑی ہے اس لئے اس ملی و قومی ضرورت کے تحت کسی باپردہ اور شریعت کی پابند بہن کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں ہی تعلیم حاصل کر لیں اور ضرورت پوری ہو کر باہر نکلیں۔

حالات اور مجبوریوں کو سامنے رکھ کر بعض وقت دینی اعتبار سے کمزور لوگوں اور طبقوں کی شریعت کی خلاف ورزیوں کو انگیز کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک طرح کی رخصت دینی پڑتی ہے رخصت کا مطلب ناجائز کو جائز کر دیا یا حرام کو حلال بنانا نہیں ہوتا ہے بلکہ اشخاص اور زمانے کے مخصوص حالات کی وجہ سے کچھ گنجائش پیدا کر لینا ہے، اس کی ایک بڑی بصیرت افروز مثال ہم کو سیرت نبویہ میں ملتی ہے چنانچہ جب وفد ثقیف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بیعت کرتے وقت اس نے باقاعدہ یہ شرط رکھی کہ نہ وہ زکوٰۃ دیں گے اور نہ ہی جہاد کریں گے تو حضور ﷺ نے اس شرط کو ماننے سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ خاموشی اختیار فرمائی اور بعد میں ارشاد فرمایا: جب یہ اچھی طرح مسلمان ہو جائیں گے تو زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

عن وهب قال سالت جابرأ عن شأن ثقيف اذا بايعت قال اشترطت على النبي ﷺ ان لا صدقة عليها ولا جهاا واذا سمع النبي ﷺ بعد ذلك يقول سيصد قون ويجاهدون اذا اسلموا.

"حضرت وهب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا واقعہ دریافت کیا، انہوں نے بتایا کہ قبیلہ ثقیف نے (بیعت کے وقت) حضور ﷺ سے شرط رکھی کہ نہ تو وہ زکوٰۃ دیں گے اور نہ ہی جہاد کریں گے، اس کے بعد میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب وہ اچھی طرح اسلام میں داخلہ ہو جائیں گے تو زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد میں شریک ہوں گے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ۔ باب ماجاء فی خبر الطائف)

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے قبیلہ ثقیف کو صاف لفظوں میں اس بات کی اجازت (رخصت) دی ہے کہ وہ جہاد پر نہ جائیں اور زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ نہ دیں البتہ نماز کے سلسلہ میں رخصت نہیں دی جیسا کہ ابوداؤدؓ نے نقل کیا ہے: ان وفد ثقیف لما قدموا علی رسول الله ﷺ انزلهم المسجد

لیکون ارق لقلوبهم فاشترطوا علیه ان لا یحشروا ولا یعشروا ولا یجسروا فقال رسول الله ﷺ لکم ان لا تحشروا ولا تعشروا ولا یحشروا ولا یجسروا

جب وفد ثقیف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اسے مسجد میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں میں خوب تری اور رقت پیدا کر دے، ان لوگوں نے آپ ﷺ سے یہ شرط رکھی کہ انہیں جہاد میں نہ بلایا جائے اور عشر (پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ) نہ لیا جائے اور نہ ان سے ٹیکس وصول کیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے کہ جہاد میں نہ بلایا جائے اور نہ عشر لیا جائے البتہ اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (حوالہ سابق)

بہر حال یہ بس ایک طالب علمانہ رائے اور تجویز ہے۔ (بشکریہ القرآن لکھو)